اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ (الانشراح:1)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○ (الانشراح:4)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ایک آئیڈیل شخصیت:۔

اللہ رب العزت کے محبوب، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ محبوب کل جہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی نعمتوں اور جمال وکمال سے نوازا کہ ہر انسان ان کو اپنی زندگی کا آئیڈیل بنا سکتا ہے۔ چاہے وہ جاہل ہے، چاہے لکھا پڑھا ہے، مشرق میں رہتا ہے یا مغرب میں رہتا ہے، وقت کا سائنسدان ہے، انجینئر ہے، ڈاکٹر ہے، کاشتکار ہے، وقت کا حاکم ہے، جرنیل ہے، مجاہد ہے، واعظ ہے یا جو بھی ہے اس کو نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی مبارک زندگی میں بہترین نمونہ اور اسوہ مل سکتا ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی مبارک زندگی ایسی کامل اور مکمّل زندگی ہے کہ تاریخِ انسانیت میں ایسی کامل زندگی نہیں مل سکتی۔ آپ ذرا بڑے بڑے سائنسدانوں کی زندگی کے متعلّق پڑھ کر دیکھیں، لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہیں کہ نیوٹن نے یہ کارنامہ سرانجام دیا، آئن سٹائن نے فلاں میدان میں اپنی عظمت کا لوہا منوایا اور فلاں نے یہ کر دیا، مگر زندگی نے وفا نہ کی، اگر زندہ رہتا تو کچھ اور بھی کر دکھاتا......کیا مطلب؟ ......مطلب یہ کہ اس کی زندگی ادھوری تھی۔ وقت کے بڑے سے بڑے جرنیل کو دیکھیں، لوگ اس کی زندگی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس نے فتوحات کیں لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی، اگر کچھ عرصہ اور

زندہ رہتا تو کچھ اور علاقوں پر بھی قبضہ کر لیتا۔ یعنی اس کی زندگی بھی ادھوری ہے۔ اسی طرح آپ جس کی زندگی کے بارے میں پڑھ کے دیکھیں آپ کو وہ ادھوری نظر آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابھی وہ کام نہ کر سکے جس کی وہ تمنا رکھتے تھے۔ لیکن تاریخ انسانیت میں صرف ایک مثال ایسی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شخصیت ایسی بھی تھی جس کی زندگی کامل اور مکمّل تھی۔ اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کے مجمع میں علی الاعلان فرماتے ہیں،

''لوگو جس مقصد کے لئے میں دنیا آیا تھا کیا میں نے وہ مقصد پورا کر دیا؟ کیا میں نے تم تک وہ پیغام پہنچا دیا ہے؟''

اس کے جواب میں پورا مجمع گواہی دیتا ہے کہ آپ نے اس امانت کو پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس وقت اللہ کے محبوب ﷺ اللہ رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اس بات پر گواہ رہنا کہ میں نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ پوری تاریخ انسانیت میں یہ صرف ایک ہی مثال ہے۔ اس کے علاوہ آپ کوئی اور مثال نہیں دے سکتے۔ لوگ اپنا آئیڈیل بناتے ہیں۔ بھئی اگر کسی کو آئیڈیل بنانا ہے تو کامل ہستی کو بناؤ! جن کی زندگی ادھوری، جن کے مقاصد ادھورے اور جن کے کام ادھورے ہوتے ہیں وہ کہاں آئیڈیل بن سکتے ہیں!

دعائے ابراہیمؑ کے مصداق:

جب ابراہیم خلیل اللہؑ نے اللہ کا گھر بنایا تو انہوں نے دعا مانگی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ (البقرہ:132) یعنی اے پروردگار عالم! ہم نے آپ کا گھر بنا دیا، اب آپ عبادت کرنے والے کو

بھیج دیجئے۔ مسجد ہم نے بنا دی، اب آپ عبادت سکھانے والے کو بھیج دیجئے۔ مدرسہ ہم نے بنا دیا، اب آپ علم پڑھانے والی ہستی کو بھیج دیجئے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر کے کائنات میں اپنے محبوب ﷺ کو بھیجا لہٰذا نبی علیہ الصلوۃ والسّلام ان کی دعا کا مصداق بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ ذرا غور کیجئے کہ

گھر بن رہا ہے ...... بیت اللّٰہ

بنانے والے...... ابراہیم خلیل اللّٰہ

تعاون کرنے والے...... اسماعیل ذبیح اللّٰہ

جو گھر بن رہا ہے...... اس کا نام بیت اللّٰہ

جس سے دعا مانگ رہے ہیں...... اس کا نام اللّٰہ

اور جس نے آنا ہے...... اس کا نام محمد الرسول اللّٰہ

ولادت نبوی ﷺ کے وقت میں حکمت:

اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ صبح کے وقت دنیا میں تشریف لائے۔ وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا پسند کیا، جب ظلمت چھٹ رہی ہوتی ہے اور روشنی آ رہی ہوتی ہے۔ یہ انسانیت کے نام ایک پیغام تھا کہ اے لوگو! اب دنیا سے شرک اور کفر کی ظلمت ہمیشہ کے لئے چھٹ گئی اور ہدایت کی روشنی آ چکی ہے لہٰذا اب سورج طلوع ہو چکا ہے جو پوری دنیا میں ایمان اور توحید کو پہنچا دے گا۔

کسریٰ کے محل کے کنگرے ٹوٹنے میں راز:

جب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی پیدائش ہوئی تو شام کی پہاڑیوں میں روشنی دیکھی گئی۔ چنانچہ محدثین نے لکھا ہے کہ جہاں تک وہ روشنی دیکھی گئی، نبی علیہ السّلام کی اپنی مبارک زندگی میں اس جگہ تک دین اسلام

پھیلنا تھا۔گویا اللہ تعالیٰ نے اس روشنی کے ذریعے دکھلا دیا کہ میرے محبوب ﷺ کی مبارک زندگی میں وہاں تک دین پھیل جائے گا اور بعد میں ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ دین ہر پکے اور کچے مکان میں پہنچ کر رہے گا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی ولادت باسعادت کے وقت کسرٰی کے محل کے کنگرے ٹوٹ گئے اس کا کیا مطلب تھا؟ علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت محل کے جتنے کنگرے ٹوٹے ، نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے مبارک دور میں وقت کے اتنے بادشاہوں کے تاج اللہ کے محبوب A کے قدموں میں آگئے سبحان اللہ!

والد ماجد کی وفات میں حکمت:

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ دنیا سے وفات پا گئے اس میں بھی حکمت تھی اللہ رب العزت نے ان کے سر سے باپ کا سایہ ہٹا دیا: دیکھیں کہ بچے کو باپ تربیت دے کر بڑا کرتا ہے۔اور لوگ کہتے ہیں کہ باپ کی تربیت کی وجہ سے بیٹے نے یہ کام کر دیا ۔اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب کو خود کمالات عطا کئے ہیں کل کو یہ کمالات کسی اور کی طرف منسوب نہ ہوں اور کہنے والے یہی کہیں کہ یہ تھے یتیم ،مگر پردگار نے ان کو وہ مرتبہ دیا کہ انہوں نے وہ کمالات پائے جس کا کوئی دوسرا انسان تصور ہی نہیں کرسکتا۔سبحان اللہ! خود ان پڑھ ہیں مگر دنیا اور کائنات کے دقیقہ دان ہیں۔

امی و دقیقہ دان عالم　　بے سایہ و سائبان عالم

اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر میں بے سایہ بنایا مگر حقیقت میں پوری انسانیت کے لئے سایہ بن کر تشریف لائے تھے۔

دورانِ حمل برکات کا ظہور:

ابھی نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی ولادت مبارکہ نہیں ہوئی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں زم زم کے کنویں پر پانی بھرنے آتی تو پانی سطحِ زمین سے اوپر کنارے پر آجاتا اور میں آسانی سے پانی بھر لیتی ااور جب میں واپس چلی جاتی تو پھر پانی نیچے چلا جاتا۔حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرانی محسوس نہیں کی اور اسی طرح کوئی دوسری شکایت جوان ایام میں عموماً خواتین کو پیش آتی ہے محسوس نہیں کی۔اور فرماتی ہیں کہ جب میرے باطن سے نبی علیہ السّلام کی پیدائش ہوئی تو سب سے پہلے انہوں نے اپنے رب کے حضور سجدہ کیا۔

حلیمہ سعدیہ کے آنگن میں رحمتوں کی بکھیر:

اس زمانے میں بچوں کو پالنے کے لئے دیہاتوں کی دائیوں کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔تاکہ بچہ کھلے ماحول میں پلے بڑھے اور اچھی زبان سیکھے۔چنانچہ دیہاتوں سے دائیاں آتیں اور بچوں کو لے جاتیں۔اوران کے باپ سے اجرت لے کران کی پرورش کیا کرتی تھیں۔بنوسعید ایک قبیلہ تھا،اس قبیلے کی ایک عورت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جن کے گھر میں بہت غربت تھی ان کے جانور دودھ نہیں دیتے تھے،گویا قحط سالی کا سماں تھا۔وہ بھی مکہ مکرمہ کی طرف چلیں تاکہ کوئی بچہ وہ بھی لائیں اوراس کی پرورش کرنے پر کچھ اجرت وہ بھی حاصل کر سکیں۔لیکن ان کی سواری بہت آہستہ چلتی تھی،چنانچہ ان کے قبیلے کی باقی عورتیں جلدی مکہ مکرمہ پہنچ گئیں اورانہوں نے امیر زادوں کو اپنی گود میں لے لیا۔

جب حلیمہ سعدیہ مکہ مکرمہ پہنچیں تو ان کو پتہ چلا کہ امیر زادوں کے بچوں کو تو پہلی دائیاں لے کر چلی گئی ہیں،البتہ ایک یتیم بچہ ابھی باقی ہے۔ان کے دل میں خیال آیا کہ اس کا باپ تو سر پر نہیں ہے جواس کی تربیت کرنے کے عوض میں مجھے کچھ دے گا۔فرماتی ہیں کہ میں سوچنے لگی،پھر میرے دل میں خیال آیا کہ

چلو میں بچے کوتو دیکھوں کہ کیسا ہے؟اس وقت بچہ سویا ہوا تھا اوراس کے اوپر چادر تھی ،جب میں نے چادر کو ہٹایا تو وہ بچہ مجھے دیکھ کر مسکرایا۔فرماتی ہیں کہ اس کی مسکراہٹ میں ایسی کشش تھی کہ میرے دل نے کہا،حلیمہ! تجھے مال اور دولت ملے نہ ملے ، جواس بچے کی مسکراہٹیں ملیں گی ،وہ تیرے دل کوسکون سے بھر دیا کریں گی ، چنانچہ میں نے بے اختیار بچے کواٹھا کر سینے سے لگالیا،اب اس کو نیچے لٹانے کیلئے میرادل نہیں کرر ہاتھا،لہٰذا میں نے خاوند سے کہا کہ لے کر چلتے ہیں،اس نے بھی کہا: ٹھیک ہے۔

اب ہم واپس اپنے گاؤں کی طرف آنے لگے ۔فرماتی ہیں کہ اس وقت سواری نیچے بیٹھی تھی اور میں اس کے اوپر بیٹھ گئی، اب مجھ سے آگے میرے خاوند بیھٹنا چاہتے تھے تا کہ سواری کو چلائیں اور ہم گھر جائیں ۔لیکن ایک عجیب بات پیش آئی کہ جیسے ہی میرے میاں آگے بیٹھےاورسواری کواٹھانے کے لئے اس کی لگام ہلائی اور کھینچا تواس نے اٹھنے سے انکار کر دیا،وہ اس کوڈنڈے لگانے لگےمگر وہ اٹھتی ہی نہیں تھی جبکہ پہلے وہ اشارے سے اٹھتی تھی ۔ چنانچہ پریشانی میں میرے خاوند نیچے آئے ، جیسے ہی وہ نیچے اتر آئے سواری اٹھ کر کھڑی ہوگئی ۔فرماتی ہیں کہ پھر میرے خاوند نے اس کو نیچے بٹھایا اور وہ آگے بیٹھے ۔اب پھراس نے سواری کواٹھانا چاہا مگر پھر بیٹھی رہی، پھر وہ پریشانی میں نیچےاترے تو وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔یہی کشمکش جاری تھی کہ آگے بیٹھ کر چلانے کی کوشش کرتے ہیں تو چلتی نہیں اور جب وہ نیچے اترتے ہیں تو چل پڑتی ہے۔اس پریشانی میں میرے خاوند نے کہا: حلیمہ!تم ذرا آگے بیٹھ جاؤ!اور میں پیچھے بیٹھ جاتا ہوں،شاید بوجھ کا کوئی مسئلہ ہو۔

چنانچہ اس نے جب حلیمہ کو آگے بٹھایا اور خود پیچھے بیٹھا اور سواری کو اٹھایا تو اس نے اٹھ کر بھاگنا شروع کر دیا۔اللہ رب العزت نہیں چاہتے تھے کہ یہ ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اس کی پشت میرے محبوب A کی طرف ہوتی ہو۔جب یہ بات تھی تو پھر سواری کیسے چل سکتی تھی؟ چنانچہ کائنات کے اس صدر نشیں کو آگے

بٹھایا گیا اور پھر سواری نے چلنا شروع کیا۔فرماتی ہیں کہ میری سواری نے اتنی تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ دوسری دائیوں کی سواریاں پیچھے رہ گئیں اور میری سواری ان سے آگے نکل گئی ۔ جب میری سواری ان کی سواریوں سے آگے نکلنے لگی تو ایک عورت نے مجھ سے پوچھا: حلیمہ! پہلے تو اتنی دیر سے پیچھے تھی اور اب بھاگ کر آگے نکلی جا رہی ہو، کیا تم نے سواری بدل لی ہے؟ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے جواب دیا:

''میں نے سواری نہیں بدلی، البتہ سواری پر سوار بدل گیا''

فرماتی ہیں کہ میں دوسروں سے پہلے گھر پہنچ گئی۔

جب ہم گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے، یہ دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے اور بکریوں کے تھن روزانہ دودھ سے بھرے رہتے تھے۔ ہمسایوں کی عورتیں آتیں اور مجھ سے پوچھتیں: حلیمہ! تم اپنی بکریوں کو کہاں چرنے بھیجتی ہو؟ ہم بھی وہاں بھیجیں گی، ہماری بکریاں بھی زیادہ گھاس کھائیں گی اور زیادہ دودھ دیں گی۔فرماتی ہیں کہ ان کی بکریاں بھی وہیں چرتیں، مگر ان کی بکریاں اتنا دودھ نہ دیتیں جتنا دودھ میرے گھر کی بکریاں دیا کرتی تھیں......سبحان اللہ......اللہ کے محبوب کے آنے کی وجہ سے برکتیں ہی برکتیں اور خوشیاں ہی خوشیاں تھیں ۔ان برکتوں کے ساتھ اللہ کے محبوب ﷺ کی اس گھر کے اندر پرورش ہوئی۔

حلیمہ سعدیہ کی پرکیف لوری:

حلیمہ سعدیہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہلانے کے لیے بہت ہی عجیب اور پرکیف لوری دیا کرتی تھیں، وہ فرمایا کرتی تھیں:

يَارَبِّ اِذَا اَعْطَيْتَهٗ فَاَبْقِهٖ اے پروردگار عالم! جب تو نے مجھے (حضور ﷺ جیسا بچہ) عطا فرما دیا ہے تو اب (مہربانی فرما کر) اس عطیہ کو دوام اور بقا بھی عطا فرما۔

وَاَعْلِهٗ اِلَی الْعَلَاءِ وَارْقِهٖ اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلندیوں کی انتہائی منزل پر فائز کر دے۔

وادحض اباطیل العدی بخقه اور دشمنوں کی (سازش) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر لایعنی اور باطل بنا دے۔ جب وہ اپنی بکریوں کو چرنے کے لئے بھیجتی تھیں تو اپنی بیٹی شیما کو ساتھ بھیجا کرتی تھیں۔ ابھی وہ بلوغ سے پہلے کی عمر میں تھیں، اس لئے وہ اسے بکریاں چرانے کے لئے بھیج دیتی تھیں۔

ایک دن ماں نے کہا: شیما! بہت دیر ہوگئی ہے، تم ابھی بکریاں چرانے نہیں گئی۔ اس نے کہا: امی! میں اکیلی ہوں اور بکریاں زیادہ ہیں، یہ مجھ سے نہیں سنبھل سکتیں میرے ساتھ کسی اور کو بھی بھیج دو! میں گرمی کے موسم میں سارا دن بھاگ بھاگ کر تھک جاتی ہوں۔ حلیمہ سعدیہ نے کہا: بیٹی گھر میں اور تو کوئی نہیں ہے۔ جسے آپ کے ساتھ بھیجوں، اس لئے آپ کو اکیلے ہی جانا پڑے گا۔ اس نے کہا: امی مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکتا، میں اکیلی بکریوں کو نہیں سنبھال سکتی۔ جب ماں نے مجبور کیا تو شیما کہنے لگی: امی! میں ایک شرط پر بکریاں چرانے کے لئے جاتی ہوں۔ ماں نے کہا: بیٹی! کیا شرط ہے؟ شیما نے کہا: جی آپ میرے ساتھ میرے چھوٹے بھائی محمد ﷺ کو بھیج دیں تو میں بکریوں کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ ماں نے کہا: بیٹی! ایک بکریوں کو چرانا اور دوسرا بچے کو سنبھالنا، یہ دونوں کام بیک وقت کیسے کر پاؤ گی؟ اس نے کہا: امی! اگر اکیلی جاؤں گی تو بکریاں نہیں سنبھال سکوں گی اور اگر ساتھ بھائی کو لے کر جاؤں گی تو

بکریاں سنبھال لوں گی۔ پھر حلیمہ سعدیہ نے پوچھا: شیما! ذرا کھل کے بتاؤ کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ شیما نے کہا: امی! ایک دفعہ پہلے میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر چلی گئی تھی۔ میں نے دیکھا تھا کہ جب میں اپنے بھائی کو لے کر گئی تو بکریوں نے تھوڑی دیر میں جلدی جلدی چر کے گھاس کھالی اور جس جگہ میں اپنے بھائی کو گود میں لے کر بیٹھی بکریاں بھی واپس آ کر میرے سامنے بیٹھ گئیں۔ باقی وقت میں بھی بھائی کا چہرہ دیکھتی رہی اور میری بکریاں بھی بھائی کا چہرہ دیکھتی رہیں ......سبحان اللہ ......اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ، محبوب کل جہاں ہیں۔

اے ازل کے حسین! اے ابد کے حسین تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

اعلانِ نبوت سے قبل آپ ﷺ کی تکریم:

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، حلم میں ان سے اعظم، امانت دیانت میں ان سے اصدق اور کوئی نہ تھا۔ آپ فحش اور بری بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ ﷺ کو کبھی ایسی حالت میں نہ دیکھا گیا کہ آپ نے کسی کے ساتھ جنگ وجدال اور خصومت کی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کو ساری قوم صادق اور امین کہتی تھی۔

جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزاع شروع ہو گیا۔ ہر قبیلے کا سردار یہی چاہتا تھا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ کل جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے گا وہ ہمارا فیصلہ کر دے گا۔ اللہ کی شان کہ سب سے پہلے ان کی نظر اللہ کے محبوب ﷺ پر پڑی۔ حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر اتنی زیادہ نہ تھی۔ انہوں نے آ کر عرض کیا کہ آپ ہمارے اس جھگڑے کا فیصلہ فرما دیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں

کو نے چار مختلف سرداروں کے ہاتھ میں پکڑا دیے اور فرمایا کہ آپ اسے حجرِ اسود کے نصب کرنے کی جگہ کے پاس لے چلیں۔ جب اس کی جگہ پر لائے تو آپ ﷺ نے کمال دانشمندی کے ساتھ خود حجرِ اسود اٹھا کر اسے نصب فرما دیا سبحان اللہ!

دل کا سودا کرنے والے:

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ایسا نور اور حسن و جمال عطا فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کے مبارک چہرے کی طرف جو بھی دیکھتا تھا وہ اپنا دل دے بیٹھتا تھا۔ عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بڑے عالم تھے۔ اس کو یہودیوں نے کہا: آپ ہماری طرف جا کر یہ سوال پوچھیں۔ چنانچہ وہ بارگاہ نبوی میں سوال پوچھنے کے لئے آئے۔ لیکن جب انہوں نے اللہ کے محبوب ﷺ کی زیارت کی تو سوال پوچھنے کی بجائے کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے کلمہ پڑھا دیجیے......سبحان اللہ...... جب یہودیوں کو پتہ چلا تو وہ انہیں کہنے لگے کہ ہم نے تمہیں چن کر بھیجا تھا، لیکن تم نے اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود ہماری ناک کٹوادی، تم نے یہ کیا کیا کہ تم بھی ان کے ماننے اور چاہنے والے بن گئے؟ جواب میں انہوں نے نبی علیہ السّلام کی طرف اشارہ کر کے کہا:

ذرا اس چہرے کا دیدار تو کرو! یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نظر نہیں آتا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کا پورا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا ورنہ آدمی دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ہے　　یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروانِ شوق! یہاں سر کے بل چلو　　طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

عرب کا چاند:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کا وقت ہے۔میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔میں نے دیکھا کہ سامنے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ تشریف فرما ہیں۔اس رات چودھویں کا چاند اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔،چنانچہ جب نیچے دیکھتا تو مجھے عرب کا چاند نظر آتا اور جب اوپر دیکھتا تو مجھے آسمان کا چاند نظر آیا۔فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر کے لئے رک گیا۔کبھی میں محبوب ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی میں چاند کو دیکھتا اور پھر سوچتا کہ عرب کا چاند زیادہ خوبصورت ہے یا آسمان کا چاند زیادہ خوبصورت ہے۔بالآخر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ اے آسمان کے چاند! تو بڑا خوبصورت سہی، تیرے حسن کا دنیا کے اندر بڑا چرچا ہے لیکن سچ بات یہ ہے کہ جو حسن و جمال میرے آقا کے چہرۂ انور پر ہے وہ حسن و جمال تیرے پاس بھی نہیں ہے۔

چاند سے تشبیہ دنیا یہ کہاں انصاف ہے
چاند پر ہیں چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف ہے

دیدار پرانوار کی تڑپ:

صحابہ کرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے عاشق صادق تھے۔کتابوں میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام رات کو اپنے گھر اٹھتے تو ان کی طبیعت اداس ہوتی اور محبوب ﷺ کو دیکھنے کو دل چاہتا۔چنانچہ وہ گھر سے آ کر اللہ کے محبوب ﷺ کے دروازے کے قریب کئی کئی گھنٹوں تک اس لئے انتظار میں کھڑے رہتے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ باہر تشریف لائیں گے اور ہم اپنے دن کی ابتدا آقا ﷺ کے دیدار پرانوار سے کریں گے۔اس سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقا ﷺ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپا کرتے تھے۔

ان کے چاہنے والے ایسے بھی تھے:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بڑی دور سے آکر حاضر ہوتے ہیں۔ وہ جب بھی آتے تو کچھ دیر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتے، آپ کا کچھ کلام سنتے اور چلے جاتے۔ مدتوں تک انہوں نے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سے کوئی کلام نہ کیا اور کوئی بات بھی نہ پوچھی۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ان کو دیکھا تو اپنے پاس بلا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب لوگ مجھ سے کوئی نہ کوئی بات پوچھتے ہیں لیکن آپ آتے ہیں اور محفل میں بیٹھ کر چلے جاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دل میں آپ کی اتنی محبّت ہے کہ جب اپنے گھر سے آتا ہوں تو فقط آپ کے دیدار کی نیت سے آتا ہوں اور یہاں حاضر ہو کر آپ کے پر انوار چہرے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر کے واپس چلا جاتا ہوں۔ اس پر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کو دنیا میں جس سے محبّت ہو گی، وہ جنت میں اسی کے ساتھ ہو گا (اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا فر دیں گے)۔ وہ صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے جتنی خوشی اس حدیث پاک سے ہوئی، اتنی خوشی مجھے کبھی کسی اور خبر سے نہیں ہوئی تھی۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم محبوبِ کل جہاں ہیں۔

صدیقہ کائنات کی لازوال محبّت:

سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ زلیخا تیری سہیلیوں نے یوسفؑ کو دیکھا تو اپنی انگلیوں کے ٹکڑے کر دیے، اگر وہ کبھی میرے آقاؐ کی جبینِ ناز کو دیکھ لیتیں تو اپنے دل کے ٹکڑے کر بیٹھتیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں:

جمال کو تیرے کب پہنچے حسن یوسف کا وہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار
رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

یہی مضمون کسی نے پنجابی میں یوں بیان کیا:

دیکھیا جے یوسف نوں انگلیاں کٹیاں   آقا دے دیوانیاں نے جاناں وار سٹیاں
عشق دی اخیر ویکھی اوہدے عاشقین دی   جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

ایک موقعہ پر سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ "میں نے مدینہ طیبہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی وہ حیا نہیں دیکھی جو میں اپنے آقا ﷺ کی مبارک آنکھوں میں دیکھا کرتی تھی"

سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کو نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سے بے پناہ محبّت تھی۔ انہوں نے اپنے آقا اور سردار کی شان میں اشعار کہے۔ دیکھیں کہ بیوی اپنے سرتاج کی محبّت میں سرشار ہو کر کیسے شعر کہہ رہی ہے! فرمایا:

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ   وَ شَمْسِی خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ   وَ شَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

آسمان کا بھی ایک سورج ہے اور ایک ہمارا بھی سورج ہے۔ لیکن میرا سورج آسمان کے سورج سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج تو عشاء کی نماز کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

شاعرِ رسول در مدحِ جمالِ رسول:

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے حسن و جمال کی ایسی تعریف کی کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ

اے محبوب آپ سے بہتر خوب صورت چہرہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہیں ہے۔

وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسن و جمال والا کبھی کسی عورت نے کوئی بچہ جنا نہیں ہے۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپ اس طرح عیبوں سے پاک ہو کر دنیا میں پیدا ہوئے۔

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

جیسا کہ اللہ نے آپ کو آپ کی مرضی کا حسن و جمال دے کر پیدا فرما دیا۔

جمال مصطفٰے امام بومیریؒ کی نظر میں:

امام بومیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور و معروف قصیدے، قصیدہ بردہ شریف میں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے حسن و جمال کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتے ہیں

فَهُوَالَّذِىْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهُ

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ صورت و سیرت میں عالی مرتبہ پر فائز ہیں

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا محبوب ﷺ بنا دیا ہے۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شرِيكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ

پوری دنیا میں ان کے محاسن کا کوئی شریک نہیں ہے۔

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

حسن و جمال میں اس کا جوہر ایسا فردِ کل ہے جو تقسیم ہی نہیں ہو سکتا۔

جمادات کے محبوب:

چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام محبوبِ کل جہاں ہیں، اس لئے وہ جمادات کے بھی محبوب ہیں......نباتات کے بھی محبوب ہیں......حیوانات کے بھی محبوب ہیں......انسانوں کے بھی محبوب ہیں...... بلکہ سب کے محبوب ہیں۔

جمادات کے محبوب کیسے......؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دو پتھر تھے۔ایک کا نام متکلّم اور دوسرے کا نام متکی تھا ایک کو متکلّم اس لئے کہتے تھے کہ جب بھی اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملنے تشریف لاتے اور وہ پتھر آپ کو دیکھتا تو فوراً اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتا تھا۔اس وجہ سے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام متکلّم رکھا تھا اور دوسرا وہ پتھر تھا جسے تکیہ کے طور پر استعمال کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے،اس کا نام متکی تھا۔

نباتات کے محبوب:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نباتات کے بھی محبوب تھے۔چنانچہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ ہم خود دیکھتے تھے کہ کتنی جگہوں پر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جا کر کھڑے ہوتے اور درخت آ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو سلام کرتے تھے۔بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ درخت نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس آتے اور سجدہ ریز ہو کر واپس چلے جاتے تھے۔اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب تمیم داری مسلمان ہوئے تو انہوں نے ممبر بنا کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس پر تشریف فرما ہوا کریں اور اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کریں۔صحابہ کرام کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ممبر

پر کھڑے ہوئے تو ہم نے بچے کی طرح کی رونے کی آواز سنی، ہم حیران ہوئے اور ہم نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نیچے اترے اور جس کھجور کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، اس کے قریب آئے اور آپ نے اس پر ہاتھ رکھا، وہ کھجور کا تنا اس طرح چپ ہوا جیسے روتا ہوا بچہ ہچکیاں لے لے کر چپ ہوتا ہے، سبحان اللہ! کھجور کا تنا اس لئے رو رہا تھا کہ آقا! اب ممبر بن گیا ہے اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوا کریں گے اور مجھے اب آپ کی جدائی برداشت کرنی پڑے گی۔ اللہ اکبر۔ علما نے لکھا: چونکہ اس تنے کو نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کے ساتھ نسبت ہوگئی تھی اس لئے اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کر دیا گیا۔ سبحان اللہ۔

تنے نے محبّت میں آنسو بہائے یوں جنت میں پایا مقام اللہ

حیوانات کے محبوب:

اللہ کے محبوب ﷺ حیوانات کے بھی محبوب تھے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حجۃ الوادع کے موقع پر جب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے رمی جمار فرمائی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے قربانی کرنی تھی۔ چنانچہ قربانی کرنے کے لئے اونٹ لائے گئے، وہ اونٹ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ہر اونٹ چاہتا تھا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ نے ذبح کرنا ہے تو سب سے پہلے میرے گلے پر آپ کے مبارک ہاتھوں سے چھری چل جائے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ جا رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ ایک یہودی نے ایک ہرنی کو پکڑا ہوا ہے، جب ہرنی نے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کو دیکھا تو فریاد کرنے لگی کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرا بچہ اس پہاڑ کے دامن میں ہے، اب اسے دودھ پلانے کا وقت ہو گیا ہے اگر یہ مجھے چھوڑ دے تو میں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اس یہودی کو فرمایا...... اس نے دل میں سوچا کہ ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہرنی کو

چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ وہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہرنی دودھ پلا کر پھر اس یہودی کے پاس واپس آ گئی۔ جب اس یہودی نے یہ دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

انسانوں کے محبوب:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام انسانوں کے بھی محبوب تھے...... صحابہ کرام کی ایک جماعت نبی اکرم ﷺ کے عاشقین کی جماعت تھی۔ چنانچہ صحابہ کرام نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کا جب دیدار کرتے تھے تو ان کا ایمان تازہ ہو جایا کرتا تھا۔

زندگی کی آخری تمنا:

ایک صحابی میدان جہاد میں اتنے زخمی تھے کہ غشی طاری ہونے کو تھی۔ اتنے میں ان کے پاس ایک صحابی پہنچے، انہوں نے زخمی سے پوچھا

أَلَكَ حَاجَةٌ (کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟)

تو انہوں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: کس چیز کی؟ کہنے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے آخری وقت میں اپنے آقا ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کر لوں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور چل پڑے۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ ایک جگہ پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اس صحابی کو نیچے کھڑا کیا اور ان سے کہا کہ جی اللہ کے محبوب ﷺ آپ کے سامنے ہیں۔ اس مجاہد نے جیسے ہی نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کا نام سنا تو آنکھیں کھولیں اور محبوب ﷺ کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور پھر اپنی جان اللہ کے حوالے کر دی۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

ایک شاعر نے اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا: وہ کہتا ہے کہ وہ صحابی گویا یہ پیغام دینا چاہتے تھے کہ اے آقا!

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا　　میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

محبوب ﷺ کی شباہت کی تمنا:

ایک صحابی حبشہ کے رہنے والے تھے ان کے بال گھنگھریالے تھے۔ وہ جب بھی نہاتے تو بعد میں اپنے بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے۔ چونکہ ان کے بال سخت تھے اس لئے ان کی مانگ درمیان سے نہیں نکلتی تھی۔ انہیں روزانہ یہ افسوس ہوتا کہ میری مانگ کیوں نہیں نکلتی؟ ان کو اپنا سر اچھا نہ لگتا کیونکہ وہ سوچتے تھے کہ میرے آقا تو مانگ نکالتے ہیں اور میرے بالوں میں تو مانگ ہی نہیں نکلتی۔ ان کے دل میں بڑی مدت تک یہ حسرت اور تمنا رہی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک مرتبہ انہوں نے لوہے کی سلاخ اٹھائی اور اسے آگ کے اندر اچھی طرح گرم کیا اور پھر اسے اپنے سر کے درمیان میں پھیر کے ایک لکیر بنا دی۔ اب جب گرم گرم سلاخ لگی تو سر کی جلد جل گئی۔ لوگوں نے کہا: یہ آپ نے کیا کیا؟ وہ کہنے لگے کہ مجھے یہ تکلیف تو بھول جائے گی اور زخم بھی مندمل ہو جائے گا، لیکن اس جگہ کے جلنے کی وجہ سے وہاں بال نہیں رہیں گے، چنانچہ آئندہ جب بھی میں اپنے سر کو دیکھوں گا تو مجھے اپنا سر اپنے محبوب ﷺ کے مبارک سر کی مانند نظر آئے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے انتہا درجہ کی محبّت:

اگر محبّت رسول ﷺ کی انتہا دیکھنی ہو تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھ لیجیے۔ وہ عشق کے امام ہیں، انہیں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سے والہانہ محبّت تھی مثال کے طور پر:

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: مجھے تین چیزیں پسند ہیں: ایک خوشبو، دوسری نیک بیوی، تیسری

چیز میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ جیسے ہی یہ سنا تو سیدنا صدیق اکبر تڑپ کے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کونسی تین چیزیں پسند ہیں؟ عرض کیا:

۱)......اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا۔

۲)......آپ پر اپنا مال خرچ کر دینا۔

۳)۔اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے، یعنی میری اولاد آپ کی خدمت کرتی رہے۔اب آپ دیکھئے کہ انسان کے پاس جان، مال اور وقت، تین چیزیں ہی ہوتی ہیں، انہوں نے یہ تینوں چیزیں اللہ کے محبوب ﷺ پر قربان کر دیں۔

جب اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کے لئے اپنا مال دو تو سب حضرات اپنی اپنی حیثیت کے مطابق لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سوچا کہ ابوبکر ہر دفعہ مجھ سے بڑھ جاتے ہیں، آج میرے پاس مال زیادہ ہے اس لئے میں ان سے زیادہ اللہ کی راہ میں صدقہ دوں گا۔ چنانچہ خوش ہو کر گھر آئے اور اپنے گھر کا آدھا سامان اپنے گھر والوں کے لئے چھوڑا اور باقی آدھا اللہ کے محبوب ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے بھی پوچھا: ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے؟ عرض کیا:

اے اللہ کے نبی ﷺ! میں گھر میں گیا تھا، مجھے وہاں جو کچھ ملا، میں نے وہ سب کچھ لا کر آپ کے قدموں ڈال دیا ہے، حتیٰ کہ میں نے دیوار پر ہاتھ مارا کہ کہیں اگر کوئی سوئی اٹکی نظر آئے تو وہ بھی لے چلوں تاکہ کسی مجاہد کے کام آجائے، خود میں نے یہ ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ اور اے اللہ کے محبوب! میں اپنے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کے آیا ہوں۔

پروانے کے لئے شمع ، بلبل کو پھول بس　　صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یہ ہے عشق رسول ﷺ

عجب چیز ہے عشق شاہ مدینہ　　یہی تو ہے عشق حقیقی کا زینہ

ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ　　اسی کا ہے ، مرنا اسی کا ہے جینا

زندگی کا مزہ اسی محبّت کے ساتھ ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سے ایسی محبّت ہو کہ انسان اپنا ہر کام اللہ کے محبوب ﷺ کے مبارک طریقے کے مطابق کرنے کے لئے تڑپ جائے۔ اسے یہ فکر ہر وقت دامن گیر رہے کہ میرا لباس، میرا کھانا، میرا پہننا، میری رفتار، میری گفتار اور میرا کردار نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی سنت کے مطابق بن جائے۔ اگر ایسی محبّت نصیب ہو جائے تو پھر ہمارے بھی نصیب کھل جائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایسی ہی محبّت نصیب تھی۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس محفل میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کی قربانی دی، ابھی اسی محفل میں ٹاٹ کا لباس پہنے بیٹھے تھے کہ اتنے میں جبرئیل امین ؑ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی ٹاٹ کا لباس پہن رکھا تھا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا۔ جبرئیل ! آج تم نے ٹاٹ کا لباس کیوں پہنا ہوا ہے؟

جبرئیل امین نے عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ﷺ آج ابوبکر کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوئے ہیں کہ آسمان کے سب فرشتوں کو حکم دے دیا کہ تم بھی ابوبکر ؓ کی طرح ٹاٹ کا لباس پہن لو۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی طرف سلام بھیجا ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کتنے قدردان ہیں!

☆...... جب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ رات کے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے جیسے ہی دستک دی وہ فورا باہر حاضر ہوئے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ پہلے سے ہی جاگ رہے ہوں۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے پوچھا: ابوبکر! کیا

آپ پہلے سے جاگ رہے تھے یا میرے آنے پر جاگے؟ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں پہلے سے ہی جاگ رہا تھا کیونکہ میرا دل گواہی دیتا تھا کہ جب آپ ہجرت فرمائیں گے تو اس خادم اور غلام کو بھی ساتھ لے جائیں گے، چنانچہ جب سے یہ خیال آیا ابوبکر نے رات کا سونا چھوڑ دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے محبوب ﷺ میرے دروازے پر آئیں اور ان کو ابوبکر کے انتظار میں کھڑا ہونا پڑے۔

☆......ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے رو رو کر دعا مانگ رہے تھے۔ تمام صحابہ حیران تھے کہ ان کو کیا ہوا ہے؟۔ انہوں نے جب قریب آکر دیکھا تو یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! محبوب ﷺ نے کہا ہے کہ اللہ کے راستے میں دو اور میں دینا چاہتا ہوں، مگر دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے، میں اپنے آقا ﷺ کی یہ بے ادبی نہیں کرنا چاہتا، آپ میرے آقا ﷺ کے دل میں ڈال دیجئے کہ وہ ابوبکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرمالیں۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس کے بعد نبی علیہ الصلوۃ والسّلام ان کے مال کو اس طرح استعمال فرماتے تھے جس طرح کوئی اپنے ذاتی مال کو استعمال کیا کرتا ہے۔

☆......جب ہجرت کے سفر پر چلے تو سیدنا صدیق اکبر کبھی دائیں طرف کو ہو جاتے کبھی بائیں طرف کو ہو جاتے، کبھی آگے اور کبھی پیچھے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے حیران ہو کر پوچھا: ابوبکر آپ ایک طرف چلیں، یہ دائیں بائیں اور آگے پیچھے چلنے کی کیا ضرورت ہے؟ صدیق اکبر نے عرض کیا:

اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب میں آپ کے پیچھے چل رہا ہوتا ہوں تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں دائیں طرف سے حملہ نہ کر دے اس لئے میں دائیں طرف کو جاتا ہوں کہ ادھر سے اگر کوئی تیر آئے تو ابوبکر کے جسم میں لگے اور میرے آقا ﷺ کی حفاظت رہے۔ پھر خیال آتا ہے کہ کہیں سامنے سے تیر نہ آجائے اس لئے میں کبھی بائیں طرف آجاتا ہوں اور کبھی پیچھے کی طرف آجاتا ہوں۔

سبحان اللہ! جیسے کوئی پروانہ شمع کے گرد چکر لگا رہا ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے پیارے اور محبوب بندے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شمع رسالت کے پروانے بن کر سفر کر رہے تھے۔

☆...... جب غار ثور میں پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے اندر گئے اور سارے سوراخ بند کر دیے، ایک سوراخ باقی بچ گیا، اس کو بند کرنے کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور بیٹھ گئے۔ اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو عرض کیا: آقا آپ تھکے ہوئے ہیں آرام فرما لیجیے، یہاں بستر تو نہیں ہے، اللہ کی زمین بستر بنے گی، البتہ تکیے کے لئے ابوبکر کی گود حاضر ہے۔

دنیا میں دو گودیں تھیں جن کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے شان بخشی۔ ایک گود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی اور دوسری گود صدیقہ کائنات حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی تھی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔ ایک گود میں سر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے صدیق کا مقام عطا فرما دیا اور دوسری گود میں سر رکھا تو صدیقہ کا مقام عطا فرما دیا، اللہ اکبر کبیرا۔

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے چہرۂ انور کا دیدار کر رہے تھے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکتہ لکھا، وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

ابوبکر جب آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی گود میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سر تھا، اس وقت آپ ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے تو مجھے یوں لگ رہا تھا کہ آپ کی گود ایک رحل کی مانند ہے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کھلے ہوئے قرآن کی مانند ہے اور ابوبکر آپ مجھے ایک قاری لگ رہے ہیں جو بیٹھ کر اس قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔ (سبحان اللہ) ایک طرف حسنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسری طرف

عاشق صدیق ہے۔آج کا طالب علم کہتا ہے کہ مجھے فلاں سے تعلّق ہے، جب میں کتاب کھولتا ہوں تو مجھے اس کی شکل نظر آتی ہے وہ کہتا ہے:

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے　ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اور اِدھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر رہے ہیں۔کسی شاعر نے اس کو عجیب انداز میں کہا:

یہ حسن ساتھ عشق کے کیا لا جواب ہے!　رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے

اس وقت اس غار میں ایک سانپ تھا جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار چاہتا تھا، اس کو نکلنے کے لئے کوئی اور جگہ تو نہ ملی البتہ جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پاؤں رکھا ہوا تھا اس نے وہیں سے ڈسا، جب سانپ کا زہر جسم میں داخل ہوا تو سخت تکلیف کی شدت کی وجہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک آنکھوں سے آنسو آگئے۔وہ آنسو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے پر گرے جس کی وجہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

ما يبكيك يا ابابكر ؟ ابوبکر کیوں رو رہے ہو؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس طرح تکلیف ہوئی ہے اور بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے ہیں۔شاعر نے اس منظر کو عجیب انداز سے کہا:

آنسو گرا ہے روئے رسالت مآب پر　قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر

مدینہ طیبہ کے قریب ایک بوڑھی عورت رہتی تھی، اس کے گھر میں بکریاں تھیں۔وہ اتنی بوڑھی بکریاں تھیں کہ دودھ بھی نہیں دیتی تھیں۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا، اماں کیا ہم ان بکریوں کا دودھ لے

سکتے ہیں؟ اس نے کہا: اے اجنبی مسافر! یہ بکریاں تو دودھ نہیں دیتیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: اماں! بس آپ اجازت دے دیجیے۔ اس نے کہا: آپ کو اجازت ہے۔ چنانچہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بکریوں کے پاس آکر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تھنوں کو دودھ سے بھر دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً دودھ کے برتن پر کپڑا ڈال دیا تاکہ لے جاتے ہوئے دودھ میں گرد وغیرہ نہ پڑے۔ جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک عجیب جملہ کہا:

فَشَرِبَ شَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ نبی علیہ السلام نے اتنا دودھ پیا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔

تو یوں کہتے ہیں کہ فلاں نے اتنا دودھ پیا کہ اس کا دل خوش ہو گیا، لیکن یہاں معاملہ جدا ہے، فرمایا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا دودھ پیا، اتنا دودھ پیا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ اس کو کہتے ہیں عشق۔

☆ ......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہری اور باطنی ہر لحاظ سے مشابہت نصیب ہو چکی تھی، اسکو نسبت اتحادی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو وہاں کے دید و دانش رکھنے والے لوگ ان کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دو ہستیوں کو آتے دیکھا تو حیران ہوئے کہ ان کی رفتار ایک جیسی، ان کے لباس ایک جیسے، ان کے چہرے پر نورانیت تھی، وہ سوچ میں پڑ گئے کہ ان میں سے کون اللہ کے پیغمبر ہیں! ان میں ایک آقا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور دوسرے غلام۔ ان میں سے ایک اصل تھے اور دوسرے ان کی نقل تھے۔ مگر نقل نے اصل کے اتنا قریب کا مقام پیدا کر لیا تھا کہ مدینہ کے لوگ اصل اور نقل میں فرق ہی نہ کر سکے۔ پتا نہ چل سکا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے، تابع کون ہے اور متبوع کون ہے۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس نیت کے ساتھ مصافحہ کرتا رہا کہ میرے آقا تھکے ہوئے آرہے ہیں اگر سب لوگ مصافحہ کریں گے تو میرے آقا کو بے آرامی ہوگی، لہٰذا جب یہ مصافحہ کرلیں گے، تو میں ان کو بتادوں گا۔ چنانچہ جب سب سے مصافحہ کرلیا اور بیٹھ گئے اور ادھر سورج نے اپنا چہرہ دکھایا اور اس کی کرنوں نے محبوب ﷺ کے مبارک رخساروں کے بوسے لینا شروع کر دیے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جن سے انہوں نے وقت کا نبی سمجھ کر مصافحہ کیا تھا وہ اٹھے اور انہوں نے اپنے آقا ﷺ کے سر پر سایہ کر دیا۔ تب مدینہ کے لوگوں کو پتا چلا کہ آقا کون تھا اور غلام کون تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ لوگ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام سے ملنے کے لئے آتے تو صحابہ کرام کے مجمع کی نورانیت اتنی ہوتی تھی کہ ان کو پوچھنا پڑتا تھا۔

کہ **مَن منکمِ محمد؟**

......آپ میں سے اللہ کے رسول ﷺ کون ہیں؟ ان سب حضرات کے چہروں پر اتنی نورانیت ہوا کرتی تھی۔

حضرت اسماءؓ کے دل میں محبوب خدا کی محبّت:

چھوٹی بچیوں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی اتنی محبّت تھی کہ سیدہ اسماء (رضی اللہ عنہا) جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی تھیں ان کے ذمے ڈیوٹی لگی کہ غار ثور کے قیام کے دوران گھر سے کھانا پہنچا دیا کریں، کیونکہ آپ اس وقت اتنی چھوٹی تھیں کہ کسی کا اس طرف دھیان ہی نہیں جائے گا کہ آپ کھانا دے کر آرہی ہیں۔ چنانچہ پہلے دن انہوں نے کھانا پہنچا دیا۔ جب دوسرے دن کھانا پہنچانے آئیں تو اللہ کے محبوب ﷺ نے دیکھا کہ اس وقت حضرت اسماء (رضی اللہ عنہا) کے ماتھے پر زخم کا نشان ہے اور ان کی طبعیت اداس اور غمزدہ سی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: اسماء آج آپ غمزدہ لگ

رہی ہیں، کیا وجہ ہے؟ اسماء نے جواب دیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! کل جب میں آپ کو کھانا دے کر واپس جا رہی تھی تو راستے میں ابوجہل نے دیکھ لیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور پوچھا: ابوبکر کی بیٹی! تجھے پتا ہو گا کہ جہاں تمہارا باپ ہے وہیں اللہ کے رسول ہوں گے، بتاؤ! کیا تمہیں پتا ہے؟ اس کے پوچھنے پر میں نے سچ بولا اور میں نے کہا: ہاں پتا ہے...... اللہ نے سچ بلوایا، اگر وہاں کوئی اور بات کر دیتیں تو لوگ کہتے کہ اگر ایک بہن ایسا کہہ سکتی ہے تو دوسری بہن بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ نہیں بلکہ صدیق کی بیٹی ہے اور صدیقہ کی بہن ہے۔ لہٰذا کیسے جھوٹ بول سکتی تھی؟

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

چنانچہ سیدہ اسماء (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے سچ بولا اور کہا کہ ہاں مجھے پتا ہے۔ ابوجہل نے کہا: بتاؤ! میں نے کہا: میں ہرگز نہیں بتاؤں گی۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں بڑا ماروں گا، اس طرح اس نے بہت ڈرایا دھمکایا لیکن میں بھی ڈٹی رہی کہ میں نے نہیں بتانا۔ پھر اس نے اچانک اتنا زور سے تھپّڑ لگایا کہ میں نیچے چٹان پر جا گری اور میرے ماتھے سے خون نکل آیا اور میری آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس نے مجھے بازو سے پکڑ کر پھر کھڑا کیا اور کہنے لگا: اسماء! میں تجھے جان سے مار دوں گا، بتاؤ! تمہارے رسول ﷺ کہاں ہیں؟ میں اس وقت جواب دیا: ابوجہل! میری جان تو تیرے حوالے لیکن میں محمد عربی ﷺ کو تیرے حوالے نہیں کروں گی۔

ایک صحابیہ کی محبّت:

اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ عورتوں کو بھی بے پناہ محبّت تھی۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ جہاد کے لئے تیاری کیجیے! مدینہ کے ہر گھر میں عورتیں اپنے مردوں کو تیار کر رہی تھیں۔ ایک گھر میں ایک عورت اپنے بچے کو اپنی گود میں لے کر بیٹھی تھی، ان کے خاوند پہلے شہید ہو چکے

تھے۔لہٰذا اب گھر میں کوئی بڑا مرد نہ تھا جس کو تیار کر کے جہاد کے لئے بھیج سکیں۔ چنانچہ بچے کا چہرہ دیکھ کر رونے لگیں کہ اگر کوئی بڑا مرد ہوتا تو میں بھی اسے تیار کر کے آقا ﷺ کی خدمت میں بھیجتی۔ روتے روتے جب ان کی طبعیت بہت ہلکان ہوئی تو اپنے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور آقا ﷺ کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کی گود میں اپنے بیٹے کو ڈال کر عرض کرنے لگیں: ''اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ میرے بیٹے کو جہاد کے لئے قبول فرمالیں''۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے فرمایا: یہ چھوٹا بچہ جہاد کیسے کرسکتا ہے؟

کہنے لگیں: اے اللہ کے محبوب ﷺ! جس مجاہد کے ہاتھ میں ڈھال نہ ہو، میرا بچہ اس کے حوالے کر دیجیے، وہ مجاہد لڑنے کے لئے جائے گا، اور سامنے سے دشمن تیروں کی بارش برسائے گا تو مجاہد تیروں سے بچنے کے لئے میرے بیٹے کو آگے کر دے، اس طرح میرا بیٹا دشمن کے تیروں کو روکنے کے کام آسکتا ہے۔

سبحان اللہ! صحابیات کے دل میں اللہ کے محبوب ﷺ کی اتنی محبّت تھی۔

ایک واقعہ جس نے صحابہ کرام ؓ کو تڑپا دیا:

ایک مرتبہ اللہ کے محبوب ﷺ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بھئی اگر میں نے کسی سے زیادتی کی ہو تو وہ آ کر مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ جب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے یہ فرمایا تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر سکتہ طاری ہو گیا۔ صحابہ کرام میں سے کوئی کیسے بدلہ لینے کی جرأت کر سکتا تھا! مگر ایک دیوانہ کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ کے اوپر میرا حق آتا ہے، لہٰذا میں آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے پوچھا، مجھ پر آپ کا کونسا حق ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! ایک مرتبہ آپ میدان جہاد میں صفیں درست

کروار ہے تھے، اس وقت آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ نے مجھے کہا کہ ذرا پیچھے ہو جاؤ، جب آپ نے وہ چھڑی میرے بدن کے ساتھ لگائی تھی تو وہ مجھے چبھی تھی اور تکلیف ہوئی تھی، اس لئے میرا حق آپ کے اوپر آتا ہے۔

اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ بھی چھڑی لے لیں اور جیسے میں نے کیا تھا آپ بھی کر لیں۔ انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! اس وقت تو آپ کے مبارک بدن پر کرتہ ہے اور اس وقت میری کمر پر کوئی کپڑا بھی نہیں تھا، تو میں کیسے بدلہ لوں۔ اب نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے اپنی پشت مبارک سے اپنے کرتے کو ہٹا دیا...... صحابہ کرام حیران ہیں کہ یہ ہاتھ میں اپنی چھڑی لے کر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ میں بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل تڑپ اٹھا، چاہتے ہیں کہ اس سے جا کر کہیں کہ بھئی ابوبکر کا جسم حاضر ہے، جتنی چاہتے ہو ضربیں لگاؤ! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی کھڑا ہونا چاہتے ہیں، مگر ادب کی وجہ سے کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا اور یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ یہ دیوانہ کیسے بدلہ لینا چاہتا ہے؟ وہ بدلہ لینے پر تل گیا اور محبوب ﷺ بدلہ دینے پر تل گئے ...... چنانچہ جب آپ ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے اپنے کرتے کو ہٹایا تو وہ قریب ہوا۔ اس نے چھڑی کو زمین پر ڈال دیا اور آقا ﷺ کی مہر نبوت کو بوسہ دے کر آقا کی پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگا لیا اور عرض کرنے لگے، اے اللہ کے محبوب ﷺ! میرے دل میں مدت سے یہ تمنا تھی کہ میں آپ کی ختم نبوت کو بوسہ دوں، مجھے کوئی موقع نہیں ملتا تھا، جب آپ نے فرمایا کہ بدلہ لے لو تو میرے دل میں خیال آیا کہ تیرے بخت جاگ گئے، اب تجھے آقا کی مہر نبوت کا بوسہ لینے کا موقع مل گیا ہے۔ ورنہ یہ غلام کیسے جرأت کر سکتا ہے کہ آقا سے بدلہ لینے کے لئے کہہ سکے! اللہ اکبر۔

محبوب خدا ﷺ کی محبّت بھری دعا:

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام دعا مانگ رہے تھے۔ آپ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ آپ کے قریب آگئے انہوں نے سنا کہ اللہ کے محبوب ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے میرے محبّت کرنے والوں سے جلدی ملا دینا۔ جب اللہ کے محبوب ﷺ نے دعا مانگ لی تو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ قریب آکر بصدادب عرض کرتے ہیں یہ جو آپ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! مجھے میرے محبّت کرنے والوں سے جلدی ملا دینا، تو آپ کا یہ دعا مانگنے کا کیا مقصد ہے؟

نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: ثوبان! تمہارے دلوں میں بھی میری بڑی محبّت ہے، مگر تم تو جبرئیلؑ کو آتے دیکھتے ہو، قرآن اترتے دیکھتے ہو، میرے چہرے کا دیدار کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کو آنکھوں سے دیکھتے ہو، تمہاری محبّت بھی بڑی قیمتی ہے، مگر میری اس امت میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب مجھے اس دنیا سے پردہ کیے سینکڑوں سال گزر جائیں گے، پھر وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا، وہ اپنے علماء سے میری باتیں سنا کریں گے، وہ اپنے علماء سے میرے حسن و جمال کی باتیں سنیں گے تو ان کے دلوں میں میری ایسی محبّت پیدا ہو جائے گی کہ وہ میری محبّت کی وجہ سے تڑپا کریں گے۔ وہ ہر ہر کام میرے طور طریقے کے مطابق کیا کریں گے اور وہ میری ملاقات کے لئے اداس ہوا کریں گے۔

اے ثوبان! ان کے دل میں میری اتنی محبّت ہوگی کہ اگر ممکن ہوتا کہ وہ اپنی اولاد کو بیچ کر بھی میرا دیدار کر سکتے تو وہ اپنی اولاد کو بیچنے پر بھی تیار ہو جاتے۔ میں ان کے لئے دعائیں کر رہا ہوں کہ اے اللہ! مجھے ان محبّت کرنے والوں سے جلدی ملا دینا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!۔

اس لئے آج جس کے دل میں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کی محبّت ہوگی اور آپ ﷺ کی ایک ایک سنت کا عاشق ہوگا، جو آپ ﷺ کے غم کو اپنا غم بنا لے گا اور جو آپ ﷺ کے پیغام کو پوری دنیا میں پہنچانے کے

لئے کمر بستہ ہو جائے گا، اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی دعائیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ قیامت کے دن آقا ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام عطا فرمائیں گے اور اپنے جھنڈے کے نیچے اس کو جگہ عطا فرمائیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم محبوب ﷺ کی ایک ایک سنت سے اپنے ظاہر کو سجائیں اور اپنے باطن میں ان کی تعلیمات کا نور اتارنے کی کوشش کریں۔ اور جب قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پہنچیں تو یہی عرض کریں کہ:

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

پھر دیکھنا کہ اس دن اس کی اللہ رب العزت کے ہاں کیا قیمت لگے گی اور کیا مقام ملے گا! کسی کہنے والے کہا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا! لوح و قلم تیرے ہیں

بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اللہ رب العزت ہمیں بھی دین کی ان تعلیمات کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پہنچانے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور ہمیں آئندہ اپنی زندگی شریعت وسنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرما دے (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ